ہندوستان بھر میں اہل سنت جماعت کا واحد ہفتہ وار اخبار ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے!

مَن یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّہْہُ فِی الدِّین

اخبار الفقیہ

امرتسر پنجاب

غرض و مقصد
عام اغراض و مقاصد

(۱) اہل اسلام کی عموماً و احناف کی خصوصاً حمایت کرنا
(۲) گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت کرنا
(۳) اصلاح رسوم قبیحہ۔

شرح قیمت اخبار

(۱) رؤساء و عظام سے سالانہ چندہ ۵؎
(۲) عام خریداران سے سالانہ ۔ للعہ
ششماہی عا
(۳) ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ
(ایڈیٹر)

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے یا وی پی کی اجازت۔
(۲) بے رنگ ڈاک واپس کیجائے گی
(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
(۴) کوئی مضمون جس میں تہذیب کے خلاف ہوگا درج اخبار نہ ہوگا
(۵) جن مراسلات پر فرستندہ کا نام و پتہ درج نہ ہوگا درج اخبار نہ ہونگے
(۶) ۔۔۔ مضامین واپس نہ ہونگے ۔۔۔
خط و کتابت ۔۔۔
(ایڈیٹر)

جملہ خط و کتابت بنام حکیم معراج الدین احمد نقشبندی ایڈیٹر اخبار الفقیہ دراعیں میگزین امرتسر ہونی چاہیئے

جلد (۷) | مطبوعہ ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء بروز یکشنبہ | نمبر (۴۶)

اطلاع ضروری

۱۰ جنوری سنہ ۲۴ء سے الفقیہ کی اشاعت بجائے مہینہ میں دو بار ہونے کے چار بار کر دی گئی تھی اور امید تھی کہ ہمدردان اخبار کی توسیع اشاعت میں خاص کوشش فرمائیں گے افسوس کہ "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

ہم نے ارادہ ظاہر کر دیا تھا کہ ۱۰ دسمبر تک انتظار کرونگا۔ اگر ہمدردان اخبار نے دو دو خریدار مہیا کر کے بھیج دیئیں تو بہتر ورنہ پھر مہینہ میں دو بار کر دونگا۔

۱۰ دسمبر آچکا ہے اور وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اب پھر التماس چند پرچوں میں شائع کر دی جائے گی اگر بہی خواہان اخبار نے توجہ فرمائی اور خریداروں کی تعداد مستقل ہزار ہو گئی۔ تو انشاء اللہ اخبار مہینے میں چار بار نکلتا رہیگا۔ اور اگر برادران ملت نے اب بھی اسکی ضرورت نہ سمجھی تو مجبوراً دسمبر کے بعد پرچہ اپنی سابقہ تاریخوں پر شائع ہوا کریگا۔

مہینے میں دو بار ہونے کیصورت میں چندہ سالانہ

تھے (تین روپیہ) تھا اور چار بار ہونے سے صرف ایک روپیہ بڑھا۔ اس میں سے ۲ روپیہ سالانہ تو محصول ڈاک میں گئے باقی صرف ۱ روپیہ میں دو اشاعتیں اضافہ دینے سے دفتر کو سخت نقصان پہنچا۔ پھر بھی برادران ملت کو احساس نہیں تو سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

(خاکسار معراج الدین احمد مالک ایڈیٹر الفقیہ)

رسالہ حنفی امرتسر

خدا کے فضل و کرم سے رسالہ حنفی نہایت آب و تاب سے چھپکر شائع ہوتا ہے۔ جو ملک میں نہایت پسند ہوا۔ ہر ایک سچے حنفی کا فرض ہے کہ اس کی ضروری خریداری کرے نمونہ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔ مفت ہرگز نہیں سالانہ چندہ عا (مینیجر رسالہ حنفی امرتسر)

قبول اسلام

۳ دسمبر سنہ ۲۴ء کو مرزا آباد دفتر اشاعت الحق میں مہاراج گوری شنکر

سنیاسی موضع استہر ضلع گوجرانوالہ نے شکوک رفع کرنیکے بعد بخوشی حضرت مولانا برہمچاری جی کے دست حق پرست پر مسلمان ہو گئے۔ اسلامی نام رحمۃ الرحیم رکھا گیا۔ آپکی عمر ۴۰ سال کی ہے۔ دائرہ انجمن میں شریک حلقہ اشاعت الحق ہوئے۔

دعائے صحت

میرے مکرم دوست چوہدری غلام حیدر صاحب اسسٹنٹ سکریٹری انجمن ماہیان ہند کے برادر عزیز ماسٹر چوہدری غلام محی الدین صاحب جو ہماری قومی انجمن کے سرگرم کارکن اسلامیہ ہائی سکول کے ڈرائنگ ماسٹر ہیں جو اپنے فن میں لاہور بھر کے علاوہ پنجاب میں لاثانی آرٹسٹ ہیں عرصہ سے بیمار ہیں ناظرین الفقیہ سے التماس ہے کہ بعد از نماز ان کی صحت کے لئے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے عاجل عطا فرمائے۔

امرتسر کی پیدائش و اموات

۱۱ دسمبر سنہ ۲۴ء تا ۲۳ دسمبر سنہ ۲۴ء

۱۱ دسمبر سنہ ۲۴ء پیدائش ۱۸۴۔ اموات ۱۵۳۔ طاعون کا صرف ایک کیس ہوا۔

غیر مقلدین کی فقہ اور

عبداللہ بنارسی کا ایمان

(نمبر ۴)

غیر مقلدین کی فقہ کا تیسرا مسئلہ

(از جناب مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی)

تم نے بحوالہ نزل الابرار ص۹ لکھا تھا کہ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ اس کے جواب میں بنارسی لکھتا ہے "یہ تو تمہارے چچا امام شافعی کا مذہب ہے"

میں کہتا ہوں امام نے تو رسالہ میں لکھا ہے کہ یہ سب مسائل حنفیوں کے ہیں۔ اگر تو سچا ہے تو کسی فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں منی کو پاک لکھا ہوا دکھاؤ ورنہ پڑھو لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔ اگر امام شافعی کے مذہب میں منی پاک ہے تو کیا وہ اہلحدیث نہیں؟ اگر اہلحدیث تھے تو تمہارا یہ کہنا کہ اہلحدیث کے نزدیک ہرگز پاک نہیں غلط۔ کہاں تک صحیح ہے۔ اچھا اگر امام شافعی رحمہ اللہ ہمارے چچا ہیں۔ تو ہم تمہارے چچاؤں سے منی کا پاک ہونا ثابت کئے دیتے ہیں۔ پھر تو تمہیں بھی چون وچرا کی گنجائش نہ ہوگی۔ وحید الزمان کو تو تم اپنا چچا نہیں مانتے تو اس کی ترجمہ (تراجم صحاح ستہ وغیرہ) سے تو تم سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ مگر نواب صدیق حسن بھوپالی سے تو امید نہیں منکر ہو گے اور قاضی شوکانی تو نواب کا امام ہے۔ اب سنئے! یہ دونوں کیا کہتے ہیں۔

نواب صدیق حسن عرف الجادی میں (جو اس نے اپنے فرزند کے نام پر تصنیف کی) لکھتا ہے:۔

"منی ہر چند پاک است اما غسل و فرک وحت آں از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ" ص۱۰

یعنی منی ہر چند پاک ہے لیکن اس کا دھونا کھرچنا شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔ جس میں منی کے پاک ہونے کی تصریح ہے۔ دھونا کھرچنا طہارت کے منافی نہیں۔ کما لایخفی

صدیق حسن نے روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے ص۱۲ پر منی کی نجاست کے دلائل لکھ کر ان کا جواب دیا ہے اور سبل السلام سے نقل کیا ہے والحق ان الاصل الطھارۃ والدلیل علی القائل بالنجاسۃ فنحن باقون علی الاصل وذھب الحنفیۃ رحمھم اللہ الی نجاسۃ المنی الخ یعنی حق یہ ہے کہ اصل طہارت ہے اور جو پلید کہتا ہے اس کے ذمہ دلیل ہے۔ ہم اصل پر (یعنی طہارت منی پر) باقی ہیں۔ اور حنفیہ رحمہم اللہ منی کو پلید کہتے ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ تو نجاست منی کے قائل ہیں لیکن نواب اور شوکانی اس کو اپنے اصل طہارت پر سمجھتے ہیں۔

بنارسی نے جو روضۃ الندیہ سے نقل کیا ہے۔ اما المنی فالاظھر انہ نجس۔ یہ عبارت روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر میں بالکل نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی یاروں کی چالاکی ہے۔ نواب کا یہ قول نہیں اور ممکن ہے کہ یہ قول پہلا ہو چنانچہ روضۃ الندیہ میں نواب کا اس قول سے رجوع ثابت ہوتا ہے۔

نیز سراج الوہاج شرح صحیح مسلم کے ص۱۲۱ میں نواب موصوف قاضی شوکانی سے نقل کرتا ہے قال الشوکانی فی السیل الجرار حدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغسل ثوبہ من المنی لیس فیہ ان ذلک الغسل کونہ نجسا فان مجرد الاستقذار یکون سببا لغسلہ مما یکون سبب الغسل وقد ثبت من حدیث عائشۃ عند مسلم وغیرہ انھا کانت تفرک المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی ولو کان نجسا لنزل علیہ الوحی بذلک کما نزل علیہ الوحی بنجاسۃ النعل التی صلی فیھا۔

پھر آگے نواب موصوف اپنی رائے لکھتا ہے۔ وعندی ان المنی ما ان کان طاھرا کما دل علیہ الادلۃ الصحیحۃ من السنۃ المطھرۃ ولکن لابد من فرکہ وغسلہ یابسا ورطبا الخ۔ یعنی شوکانی کہتا ہے کہ حدیث (انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغسل ثوبہ من المنی) میں یہ نہیں کہ یہ منی کا دھونا نجاست کے لئے تھا کیونکہ صرف استقذار بلکہ صرف کپڑے کا میل کچیل صاف کرنا بھی سبب غسل ہوتا ہے۔ اور حدیث عائشہ سے جو مسلم وغیرہ میں ہے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی۔ درانحالیکہ آپ نماز پڑھتے تھے اگر منی پلید ہوتی تو نماز کی حالت میں حضور پر وحی نازل ہو جاتا کہ آپکے کپڑے میں نجاست ہے اتار دو جیسا کہ وحی نے آپکو پاپوش کی نجاست کی خبر دی جس میں آپ نماز پڑھ رہے تھے:

حدیث یہ ہے (نواب کہتا ہے) نزدیک یہ ہے کہ منی اگرچہ پاک ہے جیسے کہ سنت مطہرہ کے صحیح دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں لیکن اس کا دھونا کھرچنا خشک ہو یا تر ضروری ہے۔

پھر سراج الوہاج کے اسی صفحہ میں نواب موصوف قاضی شوکانی سے نقل کرتا ہے۔ ثم تکلم علی علم نجاسۃ المنی ونجاسۃ الخنزیر ونجاسۃ الخمر والدم المسفوح الخ یعنی پھر شوکانی نے منی کے پلید نہ ہونے پر کلام کی اور خنزیر اور خمر اور خون مسفوح کے پلید نہ ہونے پر۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ قاضی اور نواب دونوں کے نزدیک منی پاک ہے۔ اور یہی مذہب غیر مقلدین کا ہے۔

بنارسی لکھتا ہے کہ منی اہلحدیث کے نزدیک ہرگز پاک نہیں جس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ و نواب شوکانی اس کے نزدیک اہلحدیث نہیں۔

نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ وذھب کثیر الی ان المنی طاھر پھر آگے لکھتے ہیں وھو مذھب الشافعی واصحاب الحدیث یعنی بہت (اہلحدیث) اس طرف گئے ہیں۔ کہ منی پاک ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہلحدیث کا۔ دیکھو نووی تو اہلحدیث کا مذہب طہارت منی لکھتا ہے لیکن بنارسی اس کے خلاف مذہب اہلحدیث نجاست لکھتا ہے اور ص۲ میں لکھتا ہے کہ مولوی وحید الزمان نے اہلحدیث کا نام خواہ مخواہ تقلید علامہ عینی حنفی لکھ دیا ہے۔ میں کہتا ہوں وحید الزمان کو تو تم نے عینی کا مقلد بنا یا نووی کو کیا کہو گے۔ وہ بھی اہلحدیث کا مذہب یہی لکھتا ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری پ ص۲۹۰ میں اسی طرح لکھتے ہیں چنانچہ ان کی عبارت یہ ہے:۔

لان الجمع بینھما واضح علی القول بطہارۃ المنی بان یحمل الغسل علی الاستحباب للتنظیف

علی الوجوب وهذا طريقة الشافعي واحمد و اصحاب الحديث یعنی حدیث غسل و حدیث فرک میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ان میں جمع واقع ہے۔ منی کے اثر دھونے کو نفل نہیں کے طور پر اس طرح کہ غسل کو استحباب اور پاکیزگی کے لئے حمل کیا جاوے نہ وجوب پر۔ اور یہ طریقہ ہے شافعی احمد اور اہلحدیث کا۔ اس عبارت سے وحیدالزمان کے سند اڑانے والے لکھنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی کہ اس قول سے منی کی نجاست ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ تنظیف کے لئے یعنے ستھرائی کے لئے دہونا لکھدیا۔ اب دیکھنا ہے کیا ابن حجر نے بھی علامہ عینی کی تقلید کی ہے۔

قولہ۔ تمہاری ہدایہ میں لکھا ہے فاذا جف علی الثوب اجزء فيه الفرك الخ اقال خشک ہوکے کپڑے میں کھرچنا ملنا دہونا مرقوم ہے۔

اقول جسطرح ہماری ہدایہ میں لکھا ہے اسی طرح حکم ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ہدایہ میں ہی آگے لکھا ہوا ہے۔ مگر تمہیں بوجہ تعصب کے نظر نہ آیا۔ اگر تم مرد میدان ہو تو کسی فقہ کی کتاب سے منی کا ناپاک ہونا ثابت کرو۔ یہ الگ بات ہے کہ خشک منی کا طریق طہارت الگ ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منی پاک ہے۔

اور یہ جو لکھا ہے کہ تمام حلال و حرام جانوروں کی منی پاک ہے (صفحہ ۳) یہ بھی غیر مقلدین کا مذہب ہے۔ عینی شرح صحیح مسلم صفحہ ۱۱۱ ج ۱ میں لکھا ہے:۔

وما عداها من الحيوانات في منيه ثلاثة اوجه الاصح انها كلها طاهرة من ماكول اللحم وغيره

یعنی غیر یاد رکئے اور ان میں سے جو متولد ہو ان کے ماسوا باقی حیوانات کی منی میں تین وجہیں ہیں اصح وجہ یہ ہے کہ سب پاک ہے۔ حلال حیوان کی ہو یا حرام کی لیکن ہمارے نزدیک تو نجس ہے۔ بحرالرائق صفحہ ۲۳۵ جلد اول میں ہے۔ وفی المسعودی منی الانسان نجس وکذا منی کل حیوان۔ مسعودی میں ہے کہ انسان کی منی نجس ہے اور ایسا ہی ہر حیوان کی۔ ایسا ہی البحر جلد اول صفحہ ۲۲۲ میں ہے۔ المنقول فی البحر و التاتار خانية ان منی کل حیوان نجس یعنی بحرالرائق اور تاتار خانیہ میں ہے کہ ہر حیوان کی منی پلید ہے۔ شیخ عبدالحی لکھنوی عمدۃ الرعایہ صفحہ ۱۲۹/۱ میں انسان کی منی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں وكذا الحكم فی منی جمیع الحیوان

وهذا هو المعتمد على ما في الدر المختار وحواشيه
وہی حکم ہے۔ جمیع حیوانات کی منی کا یعنی انسان کی منی کا جو حکم ہے وہی سب کا ہے۔ جیسے کہ در مختار اور اس کے حواشی میں ہے۔

پس یہ اپنا مسئلہ ہمارے ذمہ لگانا بنارسی کے ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر بنارسی یہ کہے۔ کہ یہ قول نووی شافعی کا ہے ہمارا نہیں۔ تو ہم کہیں گے کیا نووی مقلد تھا۔ کیا ایسا متبحر عالم جو کتب احادیث کا شارح ہو۔ وہ تو مقلد ہو اور آجکل کے مشکوۃ پڑھے ہوئے محدث مجتہد۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر نووی مقلد نہیں تھا۔ تو جو مسئلہ اس نے لکھا ہے غیر مقلدین کا لکھا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ غیر مقلدین کے نزدیک اصح یہی ہے۔ کہ جمیع حیوانات حلال حرام کی منی پاک ہے۔ اگر تمہارا مذہب حیوانات کی منی میں نجاست کا ہے۔ تو کوئی دلیل قرآن یا حدیث صحیح سے اسبارہ میں پیش کرو۔ ودونه خرط القتاد

واللہ اعلم

محمدی احمدی

عرصہ ہوا حضرت مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی مد ظلہ اللہ تعالے نے غیر مقلدین کی فقہ کے عنوان سے ایک مضمون اخبار الفقیہ میں درج کرایا تھا۔ اس مضمون میں مولوی وحیدالزمان حیدرآبادی کی ایک کتاب سے مسائل کا اقتباس دیا گیا تھا۔ یہ کتاب بنارس کے ایک وہابی پریس میں چھپی تھی جس پر غالی وہابی مالک مطبع کی تصدیق اور توثیق بھی ہے۔

مضمون کو چھپے ہوئے تو کئی سال ہو گئے۔ ابتک وہابی جماعت خاموش رہی۔ اب اسی بنارسی مطبع کے مالک کے کسی چیلے نے اس مضمون کا جواب بصورت ایک کتاب کے شائع کیا ہے جس کا جواب حضرت مولانا مولوی محمد شریف صاحب کی طرف سے الفقیہ میں شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

اس کتاب میں اسی امر پر زور دیا گیا ہے کہ مولوی وحیدالزمان وہابی نہ تھا۔ بلکہ حنفی تھا۔ اس دعوی کی دلیل میں چند دلائل مگر احمقانہ دلائل لکھے گئے ہیں جنکا جواب مولوی محمد شریف سلمہ اللہ خود دیں گے۔ مگر ایک دلیل اس میں ایسی بھی ہے جس میں میرا تذکرہ آگیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کا جواب میں لکھوں

دلیل یہ ہے کہ مولوی وحیدالزمان اپنے آپکو محمدی لکھا کرتا ہے۔ اور لفظ محمدی حنفی لوگ اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ (خاکسار) غلام احمد اخگر نے اپنے آپکو محمدی لکھا۔

یہ سراسر غلط اور کذب بیانی ہے کہ لفظ محمدی اپنے نام کے ساتھ حنفی لوگ لکھا کرتے ہیں۔ بلکہ جبتک وہابیوں نے اپنے لئے لفظ اہلحدیث تجویز نہیں کیا تھا اسوقت تک علم وہابی تو اپنا نام موحد رکھتے تھے اور وہابی مولوی اپنے آپکو محمدی لکھا کرتے تھے۔ جتنے مدرسہ اس وقت تک انہوں نے قائم کئے۔ ان کا نام مدرسہ محمدیہ رکھا گیا۔ جو اسی نام سے ابتک مختلف مقامات پر قائم ہیں اور چل رہے ہیں۔

الغرض اس میں کچھ شک نہیں کہ جب وہابیوں نے بڑے غور اور خوض کے بعد اپنا لقب اہلحدیث تجویز کیا۔ تو پھر لفظ محمدی کا استعمال ان میں کم ہو گیا مگر مفقود نہیں ہوا۔ لفظ حنفی کے ترک کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی۔ کہ حنفی لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے اپنا نام محمدی رکھا ہے۔ اور اگرچہ یہ اسی قرن الشیطان سے نکلے ذہن سے وابستہ تھے مگر بظاہر انکار کرتے تھے اور ابتک انکار رہا۔ مگر اب جبکہ قرن الشیطان کی ذریت ملعونہ کا تسلط حجاز پر ہو گیا تو اب یہ لوگ اس بات پر فخر کرنے کی جرات کرنے لگے۔ کہ وہابیہ ہند اور وہابیہ نجد ایک ہی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ میں نے اپنے نام کیساتھ لفظ محمدی کیوں لکھا سو واضح ہو کہ میں نے صرف لفظ محمدی نہیں لکھا تھا بلکہ "محمدی احمدی" لکھا اور ایک ضرورت سے لکھا۔ اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام مسلمان اپنے نام کے ساتھ "محمدی احمدی" لکھا کریں۔ میں مدت سے محسوس کرتا تھا۔ کہ گروہ مرزائیہ نے اپنے آپ کو احمدی لکھنا ہے اور غیر مرزائیوں کو غیر احمدی کا خطاب دیتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی سخت توہین ہے کیونکہ مسلمان غیر احمدی نہیں بلکہ حقیقت میں احمدی مسلمان ہی ہیں۔ اور مرزائیوں نے خواہ مخواہ اپنا

بنا لیا۔ حالانکہ وہ قطعاً احمدی نہیں۔ ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہیں۔ دوسرے یہ کہ مرزا قادیانی کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد تھا اس لئے وہ یا تو مرزائی کہلانے کا حق رکھتے ہیں یا غلامی۔ مگر چونکہ انہوں نے اپنا لقب تجویز کر لیا اس لئے ضروری تھا کہ ہم اس کا مقابلہ کرتے۔

مدت ہوئی موضع ڈیریا نوالہ ضلع سیالکوٹ میں میرا ایک مناظرہ مرزائیوں سے ہوا تھا۔ وہاں سے مرزائی گروہ معہ خوف ذلت کی شکست اٹھا کر نارووال بھاگ گیا۔ میں نے بھی ان کا تعاقب کیا۔ وہاں سے بھی مرزائی بھاگ گئے۔ میرا خیال تھا کہ بیک بینی و دو گوش قادیان چلے گئے ہوں گے۔ اس لئے میں علی پور شریف چلا گیا۔ چند روز کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ مرزائیوں نے بمقام چونڈہ اودھم مچا رکھا ہے۔ میں یہ سنکر چونڈہ پہونچا۔ مولوی محمد مسعود صاحب کے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک مقام پر جلسہ دیکھا جس میں مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی وعظ کر رہے تھے جب میں پہونچا تو مولوی صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کے آنے پر یہاں کے لوگ فوراً مولوی صاحب کو لے آئے۔ ایک مختصر سا مناظرہ مولوی صاحب اور ایک مرزائی مولوی کے درمیان ہوا جس میں مرزائیوں نے شکست کھائی۔ مگر تجویز ہو رہی تھی کہ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے جس سے لوگ کسی صحیح نتیجہ پر پہونچیں۔ اسی روز تھانہ پھلورہ کے سب انسپکٹر صاحب پولیس چونڈہ میں آ گئے۔ یہ ایک معزز اور شریف ہندو جنٹلمین تھے۔ انہوں نے اپنے ماتحتوں سے جب سنا کہ یہاں مسلمانوں اور مرزائیوں میں مباحثہ ہونے کی تجویز ہے تو انہوں نے دونوں فریق کے علماء کو بلوایا مسلمانوں کی طرف سے میں اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اُن کے پاس گئے۔ مگر قادیان سے آئے ہوئے مرزائی مولویوں کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ سب انسپکٹر کے پاس جائیں۔ اس لئے وہیں کے چند مرزائی گئے۔ سب انسپکٹر صاحب نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں میں کسی مناظرہ کی تجویز ہو رہی ہے مگر میں آجکل کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ دونوں فریقوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ کوئی مناظرہ نہ کریں۔ اگر مناظرہ ضروری ہے تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع کی عدالت میں دونوں فریق ایک متفقہ درخواست پیش کر کے اجازت حاصل کریں۔ اس کے بعد کہا کہ دونوں فریق اپنا اپنا بیان لکھوا دیں اور دستخط کر دیں ایک مرزائی نے پہلے اپنا بیان لکھوایا اس طرح پر کہ ہم اراکین جماعت احمدیہ اقرار کرتے ہیں کہ کوئی مناظرہ غیر احمدیوں سے نہیں کریں گے۔ اگر ضرورت مناظرہ ہوگی تو عدالت سے اجازت حاصل کرینگے اس بیان کے نیچے مرزائیوں نے دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد سب انسپکٹر صاحب نے مولوی محمد ابراہیم صاحب سے بیان لکھوانے کو کہا تو میں نے کہہ دیا کہ ہم خود اپنے قلم سے اپنا بیان لکھیں گے چنانچہ سب انسپکٹر صاحب نے کاغذ اور قلم دوات میری طرف کر دیئے۔

میں نے لکھا کہ ہم مسلمان اقرار کرتے ہیں کہ جماعت مرزائیہ سے بلا حصول اجازت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کوئی مناظرہ نہ کریں گے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب اس پر بہت خوش ہوئے اور ہم دونوں نے دستخط کر دیئے۔

اس وقت سے مجھ کو خیال ہو گیا کہ ضرور ہمیں اپنے آپ کو کسی صورت سے احمدی کا لفظ لینا چاہئے چنانچہ میں نے اپنے نام کے ساتھ محمدی احمدی اسی غرض سے لکھا کہ آئندہ اگر کوئی موقع حکام کے سامنے پیش آئیگا تو ہم غیر احمدی کا لفظ اپنے لئے ہرگز نہ لکھنے دیں گے۔ بلکہ ہمارا دعوے ہوگا کہ ہم محمدی احمدی ہیں۔ مرزائی اگر احمدی ہیں تو امتیاز کے لئے اور کوئی لفظ اُن کے ساتھ ملائیں مثلاً مرزائی احمدی یا لاہوری احمدی۔

یہ تھی اصلی غرض محمدی احمدی لکھنے کی۔ مگر منافی حقا نے احمدی کو تو نظر انداز کر دیا اور صرف محمدی کو لیکر اپنی موٹی عقل اور کج فہمی کا ثبوت پیش کر دیا۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ فقط۔

راقم

خاکسار غلام احمد اخگر عفی عنہ امرتسری

ویدا اور تبت

(از قلم جناب مرزا سلطان احمد صاحب دہلوی)

ہمارا دل تو نہیں چاہتا کہ مذہبی بحث مباحثے میں الجھیں مگر مجبوراً آریہ سماج کے اپدیشکوں کی بیہودہ اور بیہودگی کی زیادتی گئی۔ فحش کلامی اور بدلگامی کو دیکھکر یہ خدمت اوڑھنی پڑی۔

ہمیں توقع تھی کہ آریہ سماج کے معززین اور لیکچرار جوں جوں ان میں تعلیم اور عربی و فارسی سے واقفیت پیدا ہوتی جائے گی۔ توں توں ان کی بدلگامی اور دشنام دہی کا وطیرہ کم ہوتا جائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ اس بارے میں بھی ہمیں سوائے ناامیدی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ لاکھ پڑھیں۔ فاضل محقق و دقیق غرضیکہ سب کچھ بن جائیں۔ مگر بقول کسے

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج !

اپنے پیشوا کی تقلید کو یہ چھوڑنا پسند نہ کریں گے جس طرح دیانند نے تمام مذاہب کو کھلے بندوں کو سا اور بزرگ اور پوتر ہستیوں کو ان گندی اور ناپاک الفاظ سے مخاطب اور یاد کیا ہے۔ جو ایک عالم اور فاضل کے شایانِ شان نہیں ہے تو یہ کیسے مذہبی طرز اور طریقہ اختیار کریں۔ بالحال ہم صرف مذہبی بزرگ ہستیوں کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ ایک غیر سے عالم قرآن [illegible] کے لقب جناب بھکشو جی مہاراج ہیں اور دوسرے مہاشہ ناتھ جی مہاراج ھلا پوری ہیں جو ماشاءاللہ بزعم خود ایک عالمانہ مضمون بعنوان تنقید قرآن آریہ گزٹ میں سلسلہ وار شائع کرواکر اپنی علمیت اور فضیلت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ پہلے ہم بھکشو جی مہاراج کے اس ٹریکٹ کا جواب لکھتے ہیں جسمیں انہوں نے بزعم خود میاں فضل حسین صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اعتراض:- وید کہاں نازل ہوئے؟ سماج کہتی ہے۔ کہ تبت میں۔ ثبوت کچھ بھی نہیں۔

مگر ہمارے اس جواب سے بھکشو جی کی اپنی غلطی کا پتہ اور ناظرین مضمون کو آنجناب کی علمیت اور لیاقت کا اندازہ خود بخود لگ جائے گا۔ اس کے بعد

[سوا]می جناب ناتھ صاحب جلالپوری کی لیاقت کا حساب کتاب [لگا] چکے ہیں کہ آنجناب وہی تو ہیں جو قرآن شریف کی ایک [آ]یت بھی صحیح پڑھنا نہیں جانتے۔ اور جنکی لیاقت کا [اند]ازہ کچہری کے رجسٹراروں کو بھی طرح معلوم ہے۔

ہمیں قاضی محبوب الٰہی صاحب بدرالاسلام نے مجبور کیا ہے۔ کہ ہم بحث آئندہ میں تنقید وید پر کچھ لکھکر ویدوں کی ازلیت حقیقت اور قدامت پر روشنی ڈالیں۔ لیکن سردست یہ مضمون لکھکر ہم آریہ سماج کو چیلنج دیتے ہیں۔ خصوصاً بھکشو جی مہاراج اور مہاشہ ناتھ جی جلالپوری۔ مہاشہ رام چندر جی دہلوی پنڈت کالیچرن صاحب آگرہ مسافر اور سوامی شردھانند جی مہاراج کو۔ کہ میدان مناظرہ میں آکر ویدوں کا جائے نزول تبت کو ثابت کریں۔ اور اس بارے میں ہم تھکے ہندوں ان کو اجازت دیتے ہیں کہ یورپین مورخوں کی امداد لے سکتے ہیں۔ محض منہ کر کہدینا کہ وید تبت میں نازل ہوئے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

آمدم بر سر مطلب

ویدوں پر وہی مثل صادق آتی ہے کہ ؎

"پیراں نمے پرند مریداں ہے پرانند"

وید خود تو کچھ ہوں ہاں نہیں کرتے۔ کہ ہم کہاں نازل ہوئے بکس پر نازل ہوئے۔ کب نازل ہوئے کس زبان میں نازل ہوئے اور کیوں نازل ہوئے اگر ان سوالوں کا جواب مثبت صورت میں ہوتا تو اس کے پیروؤں میں صرف اسی ایک مسئلہ میں بعقدر شدید اختلافات نہ پائے جاتے۔ اور نہ آریہ جیاروں کو یورپ کے لوگوں سے امداد لینے کی ضرورت پڑتی۔

ویدوں کے جائے نزول کے بارے میں اس کے ماننے والوں میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے کہ واقعات کو سلجھانے والا آدمی حیران اور ہکا بکا رہ جاتا ہے کہ کس گروہ کے عقیدہ کو صحیح مانے اور کس کو غلط۔

پنڈت تلک مہاراج اور محققین کی ایک جماعت اس بات پر عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ وید جزیرہ نما ئے ٹھنڈے نیویا میں نازل ہوئے۔ قدیم ہندوؤں (یعنی سناتن دہرمیوں) کا عقیدہ ہے کہ وید ہندوستان میں نازل ہوئے لیکن سوامی دیانند جی سرسوتی اور اس کے گروہ یعنی آریہ سماج کا ادعا ہے کہ وید تبت میں نازل ہوئے کہکر جان چھڑالی۔ لیکن ان کے مریدوں نے اپنے استاد کے قول کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اپنی تمام وددانی۔ تاریخدانی۔ اور علمیت اور زور لیاقت صرف کیا۔ مگر افسوس سے تحریر کرنا پڑتا ہے کہ ان کو اس میں خاک بھی کامیابی نہیں ہوئی بلکہ الٹی جگ ہنسائی ہوئی۔ آریہ سماجی اپدیشکوں معززوں اور ودوانوں کی علمیت قابلیت اور لیاقت کا راز طشت از بام ہوگیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔

پچھلے دنوں میاں فضل حسین صاحب قادیانی نے پانچ ٹریکٹ لکھکر ویدوں کے الہامی ہونے۔ ان کی قدامت۔ جائے نزول۔ ان کے ملہمین اور ان کی تعداد پر کافی روشنی ڈالی تھی جس سے آریہ سماج کا قلعہ متزلزل تھا۔ میاں فضل حسین صاحب نے اپنے ایک ٹریکٹ میں ذیل کا اعتراض کیا ہے کہ "وید کس ملک میں نازل ہوئے؟ سماج کہتا ہے کہ ملک تبت میں۔ ثبوت کچھ بھی نہیں"۔ جسکا جواب جناب بھکشو جی مہاراج بالقابہ نے بالفاظ ذیل دیا ہے۔

"یہ آپ کی ناواقفیت ہے ورنہ اس کے سینکڑوں اور ہزاروں ثبوت موجود ہیں ہنٹر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ یورپ اور ہند کے مذاہب کی اصل۔ ایک یہ خیالات ان کے آباؤ اجداد نے ایک ساتھ ہی جبکہ وہ وسط ایشیا میں رہتے تھے سیکھے ہونگے (دیکھو تاریخ حصہ اول اردو صفحہ ۲۱) پروفیسر میکس مولر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "آریہ لوگوں کا غالباً متوسط ایشیا کی سب سے اونچی جگہ پر قیام تھا۔ ان کی زبان سب زبانوں کی ماں تھی"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۲) ہاٹ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مورخ کی نظر ہی تمدن کی رفتار ہوسکتی ہے۔ وہ اسکول جہاں انسانوں کی قبلی تعلیم پانے کے لئے پیدا ہو سکیں۔ وہ وہی سرزمین ہوسکتی ہے۔ جو آکسس اور کلبارٹس کے درمیان کوہ ہمالیہ سے اترا۔ اور بحیرہ کیفین سے پورب جانب واقع ہے۔ (اوریجن آف دی آرینس مصنفہ ہوداک ایلس صفحہ ۱۱) پروفیسر میکس مولر صاحب نے اپنی کتاب اوٹ لائن آف یونیورسل ہسٹری جلد اول صفحہ ۱۲۵ اور صفحہ ۱۳۲ پر اس کی تائید کی ہے۔ سالس صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ زبان سب سے متوسط ایشیا کے اونچے مقام یعنی آکسس اور کلبارٹس کے درمیان نمودار ہوئی (پرنسپل آف فائلولوجی صفحہ ۱۰۰)

اسی طرح اسٹوری آف کنکٹ سویلیزیشن آف دی ایسٹ صفحہ ۱۳ و ۱۷ میں مرقوم ہے کہ سب سے پہلا مقام نسل انسانی کا کسی مقام پر ایشیا ہی میں تھا۔ اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ آریوں کا ایشیا میں غالباً ہندوکش پہاڑ کے اتر جانب تھا۔ اسی کی تائید حسب ذیل کتب سے بھی ہوتی ہے۔ ڈویلپمنٹ آف کرسچن آف دی ارتھ صفحہ ۳۳ ہنٹر صاحب کی ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۵۱ ہنٹر صاحب کی ہسٹری حصہ اول اردو صفحہ ۶۹"

یہاں تک ہمارے فاضل دوست نے اپنے تبحر علمی۔ تاریخدانی اور جغرافیہ سے دہریت کا کافی سے بڑھکر ثبوت دیا ہے۔ اور ویدوں کا جائے نزول تبت کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ تمام محنت دماغ سوزی عرق ریزی جو آنجناب کو حوالجات تلاش کرنے میں کرنی پڑی ہوگی ناکارت اور برباد گئی۔ کیونکہ انہی حوالجات سے جناب کے دعاوی کی تردید روز روشن کی طرح ثابت ہورہی ہے۔ اور آپکی لیاقت بھی آشکارا ہوگئی۔

ناظرین! اس کے بعد بھکشو جی مہاراج یوں قندھاری سر میں راگ الاپتے ہیں۔ کہ اوپر کے حوالجات سے واضح ہوچکا ہے۔ کہ نسل انسانی یا نسل آریہ کی اصلی جائے پیدائش متوسط ایشیا کا وہ سب سے اونچا مقام ہے جو بحیرہ کیفین سے پورب اور ہمالیہ اور ہندوکش پہاڑ سے اتر جانب واقع تھا۔ جو تبت کے علاوہ دوسرا مقام نہیں ہوسکتا۔

اس پامیر پلیٹو کو ہندو لوگ سمیر پربت کہتے ہیں جن کا ہونا سورگ لوک کے اندر ہونا خیال کیا جاتا ہے۔

ناظرین! اب خاکسار کی تنقیدی نظر مودہ بالا حوالجات پر ملاحظہ فرماکر انصاف کریں کہ حق کس طرف ہے۔ اور کس کے دلائل دلائل کہلانے کے مستحق ہیں۔

ملاحظہ ہو حوالہ اول کو ہنٹر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آریہ لوگ وسط ایشیا میں رہتے تھے۔ بھکشو جی

مہاراج! سکول کا بچہ بچہ وسط ایشیا کے نام اور محل وقوع سے بخوبی واقف ہے۔ مجھے آپ کو پہلے ذرا سکول کے بچوں سے معلوم کر لینا چاہیئے تھا۔ تاکہ آپکا پول کھلا رہتا۔ اور آپکی لیاقت پر پانی نہ پھرتا۔ مہاراج! وسط ایشیا سے مراد قلمرو ترکستان ہے۔ جو کہ افغانستان کے شمال میں واقع ہے نہ کہ تبت۔

دوسرا حوالہ جو پاٹ صاحب اور پروفیسر میکس مولر صاحب اور سائس صاحب کے اقوال پیش کر کے ظاہر کیا ہے کہ آریوں کا اصل وطن اکسس اور کلبارٹس کے درمیان کوہ ہمالیہ سے شمال اور بحیرہ کیفین سے مشرق کی طرف تھا۔ میرے دوست کو مناسب تو یہ تھا کہ یہ حوالہ لکھتے وقت ذرا نقشہ ایشیا پر نظر ڈال لیتا۔ اور معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ یہ کتاب اور اس کے حوالے آخر جغرافیہ دانوں کی نظروں سے گذریگی اگر غلط نکلے تو میری علمیت اور لیاقت اور حقیقت پر پانی پھر جائے گا۔ میرے فاضل دوست اکسس اور کلبارٹس دریا ہیں۔ جو افغانستان کی شمالی حد پر موجیں مار رہے ہیں۔ اکسس تو افغانستان اور پامیر پلیٹو یا بالفاظ دیگر وسط ایشیا (ترکستان) کے درمیان قدرتی حد بندی کا کام دے رہا ہے یہی دریا سے اوپر پامیر پلیٹو ترکستان کے اندر آسمان سے باتیں کرتا ہوا سقف دنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ناظرین! انصاف فرمائیں۔ ایشیا کا نقشہ جگہ جگہ مل سکتا ہے۔ آپ کھول کر ذرا دیکھیں یہی کہ کیا پامیر پلیٹو تبت میں ہے یا دریائے اکسس تبت میں بہ رہا ہے۔ یا بحیرہ کیفین یا اور کوئی بحیرہ تبت کے مغرب میں ہے۔ ہاں تبت کے مغرب میں پنجاب ہے۔ شاید خشکی کو ہی کہا ہے گا سمندر سے مخاطب کر لیا جاتا ہوگا۔ دنیا کی نظر میں خاک ڈالنا یا اپنی تاریخ دانی کا غلط ثبوت دینا اگر نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ پھر بحیرہ کیفین سے مراد اگر جھیل کیسپین نہیں ہے جس کے مشرق میں یہی وسط ایشیا یا ترکستان ہے۔ جو آریوں کا جائے قیام تھا تو اور کونسا بحیرہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ جغرافیہ سے عاری محقق! تبت کے مغرب میں کسی بحیرے کی تلاش کرنی پڑے گی۔

پھر ہیٹرج صاحب، تریرہ کی ہسٹریوں سے بزعم خود وسط ایشیا کے الفاظ لکھکر تبت پر چسپاں کر رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ انسان جہالت اور تعصب میں پھنس کر حق اور باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔

ناظرین! مضمون نے پنڈت دھرم بھکشو جی مہاراج کی لیاقت کے ڈھول کا پول ملاحظہ کر لیا ہے۔ خاکسار مزید ثبوت کی خاطر چند راقم الحروف تاریخوں کے حوالوں سے آپکو روشناس کرانا چاہتا ہے۔ تاکہ آپکو معلوم ہو جائے۔ کہ آریوں کا اصل وطن ترکستان (وسط ایشیا) تھا۔ نہ کہ تبت جہاں پر نسل انسانی کی اول پیدائش بیان کر کے ویدوں کا جائے نزول قرار دیا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو تاریخ حصہ اول مؤلفہ منموہن و عبدالمجید صاحبان صفحہ ۲۷ "وسط ایشیا کے میدانوں میں ایک قوم آباد تھی جسکا رنگ گورا تھا۔ اور جو ایسی زبان بولتی تھی۔ جس سے سنسکرت لاطینی یونانی۔ جرمن اور فارسی زبانیں نکلی ہیں یہ لوگ اپنے آپکو آریہ کہتے تھے"

اسی تاریخ کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے: "ان لوگوں کا ایک گروہ کثیر ہندوکش پہاڑ کے راستے سے ہندوستان میں داخل ہوا"

صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے: "گو وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ کس سن میں آریہ لوگ پنجاب میں داخل ہوئے اور گنگا کی وادی تک پہونچے۔ پہونچتے انہیں کتنی مدت لگی۔ تاہم بعض کی رائے ہے۔ کہ آریہ لوگ درہ خیبر سے اول ہی اول قریباً دو ہزار برس قبل از مسیح داخل ہوئے تھے"

اوپر کی تاریخی عبارت سے ہم تین باتیں بطور سوال پیش کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج کا مایہ ناز مسافر بھکشو مہاراج یا سوامی شردھانند جی مہاراج یا دیگر پنڈت صاحبان کیا جواب دیتے ہیں۔ اور ویدوں کے تبت میں نازل ہونے کے بارے میں کیا دُر افشانی فرماتے ہیں۔

(ا) اول یہ کہ ہندوکش کہاں واقع ہے جس کے دروں سے گزر کر یہ لوگ ہندوستان میں داخل ہوئے۔

(ب) درہ خیبر کہاں ہے؟ کیا افغانستان اور پنجاب کے بیچ میں یا پنجاب اور تبت کے بیچ میں۔

(ج) پنجاب سے گنگا کی وادی تک کتنی مدت لگی۔ کیا جملہ کیا ثابت کر رہا ہے۔ کہ آیا آریہ تبت کی طرف سے آئے یا پنجاب کے اس پار مغرب کی طرف سے۔

ہسٹری آف انڈیا الامی۔ ڈبلیو۔ ٹامسن صاحب ایم۔ اے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے۔ کہ آریہ لوگ ہندوکش کے شمال میں دریائے اکسس کی وادی میں رہا کرتے تھے۔ وہ دروں سے گذر کر افغانستان کی وادی اور پنجاب کے میدانی علاقے میں داخل ہوئے دیکھا مہاراج کہ اکسس کے بعد افغانستان کا جملہ آریوں کے جائے قیام تبت کو کیسے واضح اور صاف طور پر غلط ثابت کر رہا ہے۔

تاریخ ہند۔ اردو مصنفہ ای مارسڈن صاحب و لالہ جیا رام صاحب صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے۔

(۱) سب سے پرانی کتاب جس میں ہند کے قدیم باشندوں کا حال ملتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چار ہزار برس پہلے ہند کے شمال مغربی حصے یعنی پنجاب میں چند ایسی قومیں آباد تھیں جنکا رنگ گورا اور قد دراز تھا۔ یہ اپنے آپکو آریہ کہتی تھیں۔ ہم ان کو آرین کہیں گے۔

(۲) ان کی نسبت ہم کو صرف اتنا معلوم ہے کہ انکا اصلی وطن ترکستان تھا۔ جہاں سے چلکر افغانستان ہوتی ہوئی ہمالیہ پہاڑ کے شمال مغربی مقامات کی راہ سے اس ملک میں آباد ہوئیں۔

مہاراج! کیجئے معاف! کہیں ترکستان کا لفظ پڑھکر ناراج نہ ہونا۔ ایسی قسم کے اور ہزاروں ثبوت ہیں لیکن بوجہ طوالت نظرانداز کئے جاتے ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو ان کو آئندہ معرض تحریر میں لایا جائے گا۔ افسوس ہے کہ آپکو ایک الہامی کتاب کے جائے نزول کے بارے میں تو تاریخی شواہد سے امداد لینی پڑی۔ کیا اچھا ہوتا کہ اگر آپ ایک آدھ منتر وید مقدس ہی سے بتلاتے۔ کہ وید تبت میں نازل ہوئے تو اتنی سر دردی کاہے کو ہوتی۔ اور ہمیں بھی اتفاق تو بلقائے قوں کے اوپر عامل ہو کر آپ کے دعاوی کی تردید تاریخوں ہی سے کرنی پڑی۔ فقط

سماعِ موتیٰ

(۱) تمام اہلحدیث و اہلسنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ روح ہر شخص کی بعد از موت زندہ ہے۔ یہاں تک کہ کفار کی بھی۔
(۲) مُردے سنتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اور حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں فیصلہ کیا ہے۔

آیت قرآن کریم سیپارہ ۹، رکوع اول۔ (ترجمہ) جن لوگوں نے حضرت شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے مٹے گویا وہ ان بستیوں میں آباد ہی نہ تھے جن لوگوں نے حضرت شعیب کو جھٹلایا وہ برباد ہو گئے۔ جب قوم شعیب عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکی تو حضرت شعیب ان کے پاس سے ٹل گئے اور چلتے وقت ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیو! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام سنا دئیے تھے اور میں تمہاری خیرخواہی کرتا تھا لیکن تم نے نہ مانا۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ جس وقت حضرت شعیب ہلاک شدہ قوم کو مخاطب کر رہے تھے۔ اس وقت قوم بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ اور تمام آدمی مر چکے تھے حضرت شعیب مُردوں کو مخاطب کر کے سنا رہے تھے۔ اور مُردے سُن رہے تھے۔ کیونکہ نبی اس چیز کو سناتا ہے جو سُن سکتی ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں۔

حدیث صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت تم قبرستان میں جاؤ تو کہو السلام علیکم یا اہل القبور مُردے سنکر تم کو جواب دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے اور بولتے بھی ہیں۔

دوسری جگہ اسی حدیث بخاری میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت تم مردے کو قبر میں دفن کر دیتے ہو۔ تو ابھی مُردہ تمہارے چلنے پھرنے اور جوتوں کی آواز سنتا ہی ہوتا ہے کہ فرشتے حساب کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔

مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب اپنی کتاب علم الکلام میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسئلہ سماعِ موتیٰ اور روح کے زندہ ہونے میں اختلاف تھا لیکن تحقیقات جدیدہ اور سائنس نے اسکو بالکل حل کر دیا ہے۔ اور سائنس اور تحقیقات جدیدہ کا متفقہ فیصلہ یہ ہے۔

(۱) روح قالب میں داخل ہونے سے پہلے اور پیچھے اپنا اثر دوسرے پر ڈال سکتی ہے اور دوسرے کا اثر قبول کر سکتی ہے۔
(۲) روح کے معلومات غیر محدود ہیں۔
(۳) روح ایک جوہر مستقل ہے۔

پھر ذرا غور فرمائیے کہ حکیم الامت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عالمِ مثال میں روح دوستوں کی مدد کرتے ہوئے دشمنوں کو شکست دیتی ہے۔

پھر صحیح بخاری میں تحریر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ روح قالب میں داخل ہونے سے پہلے محبت کر سکتی تو بعد میں بھی کر سکتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ روح زندہ ہے اور مُردے سنتے ہیں۔ روح خدا کا ایک نور ہے جسکو کبھی زوال نہیں۔ اگر روح انسان کا جسم سے خارج ہو جائے تو آدمی ایک مٹی کا ڈھیر ہے۔ دیکھنا سننا بولنا۔ ہاتھ پاؤں کی حرکت یہ سب روح ہی سے موجود ہیں۔ جب روح انسان کی جسدِ خاکی سے خارج ہوتی ہے تو اس وقت وہ اپنے کل جنود بھی ساتھ لے جاتی ہے۔ روح جسم سے خارج ہو کر عرش کے نیچے جا پہونچتی ہے جیسا کہ کل حدیثوں سے ثابت ہے۔

دوسرے یہ امر بھی واضح اور ثابت ہو چکا ہے کہ مُردہ بولتا اور سنتا ہے جس کی حدیث بخاری شاہد ہے۔ مُردہ بولتا اور سنتا ہے لیکن ہم زندہ لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ ہم زندہ لوگ اس کو سُن سکتے ہیں۔ مُردہ تو ایک مٹی کا ڈھیر ہے اس کی روح سنتی اور بولتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روح زندہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ روح ہر طرح کی مدد کر سکتی ہے۔ اور زندہ چیز سے مدد مانگنی ہر طرح سے جائز ہے جیسا کہ ہم لوگ دنیاوی کاموں میں ڈاکٹروں اور حکیموں اور اور متعدد کی سفارشوں کے لئے حاکم سے کسی دوست کی مدد طلب کرتے ہیں۔

عبادت سوائے خدا کے اور دعا سوائے خدا کے کسی سے طلب کرنا ہرگز جائز نہیں۔ خدا کے اور اپنے درمیان ذریعہ ذریعہ اور سبب قائم کرنا اور انبیاء اور اولیاء کو ضروری ہے۔ خدا نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان رشتہ قائم کرنے کے لئے اپنا نبی بھیجا۔ اور نبی کو بذریعہ وحی احکام پہونچا دیئے تاکہ اسی کے بندے ان احکام کو سنکر ان پر عمل پیرا ہوں۔ اور خدا کی محبت ان کو ہو جائے۔ اور جب بندے کو خدا سے رشتہ محبت قائم کرنا منظور ہوا تو اس نے نبی کی مدد اور وسیلہ سے خدا کے احکام کو معلوم کیا۔ اور ان پر عمل کر کے خدا کے ہاں پہونچا خدا نے بھی اپنے بندوں سے رشتہ قائم کرنے کے لئے نبی کو وسیلہ بنایا۔ اور اس کے ذریعہ اپنے احکام بندوں تک پہنچائے۔ تو اگر بندے نے کسی اولیاء یا پیر و مرشد زندہ یا بعد از موت اس کی روح سے خدا کے نزدیک ہونے کے لئے مدد مانگی تو اس میں کونسی قباحت ہو گئی۔ کیونکہ روح زندہ ہے اور زندہ سے مدد مانگنی جائز ہے۔ جیسا کہ ہم دنیاوی کاموں میں ایک دوسرے سے مدد مانگتے ہیں فقط۔

(راقم عبدالمجید ملک کوچہ کوٹھی داراں کشمیری بازار لاہور)
(لاہور)

بلادِ حرم میں نجدی

وہابیہ نجدیہ اپنے کو حنبلی کہتے ہیں۔ مگر فقہاء نے انہیں خارجی بتایا ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ بس دنیا میں وہی مسلمان ہیں۔ اور سب مشرک مباح القتل انہوں نے حرمین طیبین میں علماء اور سادات کو اپنے اسی عقیدے کی بنا پر شہید کیا ہے۔ اور ان کے مال لوٹے ہیں (کذا فی رد المحتار) اس وقت کے نجدی بدمذہبی و گمراہی اور ظلم و ستم اور قتل و غارت میں پہلے نجدیوں سے بڑھ گئے ہیں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کو وہ ضرر پہنچ رہا ہے جنہوں نے حجاج اور یزید کو بھی شرما دیا ہے۔ آج عرب کی سرزمین بے گناہوں کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔ اور نجدی فراعنہ خذلہم اللہ تعالیٰ وہ مظالم برپا کر رہے ہیں جنکو سننے سے جگر شق ہوتا ہے۔ معتبر ذرائع سے ہمیں جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان

معلوم ہوتا ہے کہ نجدیوں کے داخلہ سے پہلے شریف طائف نے راہِ فرار اختیار کی۔ اور طائف شریف نے خالی کر دیا۔ باشندگانِ طائف نے نجدیوں سے مقابلہ نہ کیا۔ نہ ان میں اس کی قوت تھی۔ بلکہ انہوں نے امن کی درخواست کی۔ وہ تیں دین ہتھیار گھروں سے نکال نکال کر باہر پھینک دیئے۔ تاکہ ان کی نسبت کسی قسم کے مقابلہ کا وہم پیدا نہ ہو سکے۔ لیکن باوجود اس کے نجدیوں نے قتل عام کیا۔ علماء و مشائخ، امراء و تاجر، ہر طبقہ کے لوگ بیدردی سے قتل کئے گئے۔ بوڑھوں۔ بچوں۔ عورتوں۔ مردوں کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ایک روز میں تین کروڑ روپے کی مالیت نجدیوں کو لوٹ سے حاصل ہوئی۔ صحابہ کے مزارات کی بے حرمتی کی گئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی جلیل الشان کا قبہ مزار شریف گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اور آخر کار مسمار کر دیا۔ اور توہین کے لئے نجدیوں نے پکارا کہ عبداللہ ابن عباس اگر تم میں کچھ سکت ہے تو اپنے پرستاروں کو بچاؤ۔ مسلمانوں کو قتل کرتے وقت یہ اشتہاریوں نعرے لگاتے تھے المقتل اعداء اللہ لامان اللہ۔ ہم اللہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اللہ کو امن دینے کے لئے۔ لوٹ کی نوبت یہاں تک پہونچی کہ لوگوں کے بدن سے کپڑے اتار لئے جوتیاں چھین لیں۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ عرب خاتونیں ننگی منزلوں پیادہ چلائی گئیں۔ تین روز تک طائف کے بے گناہ مسلمان قید کئے گئے۔ ان پر پانی بند کیا گیا۔ مکہ مکرمہ میں شیبی صاحب کلید بردار کعبۂ مقدسہ اور ان کا خاندان اور دوسرے اور معزز خاندان تیغِ جفا سے شہید کر ڈالے۔ اہل مکہ جانوں کے اندیشے سے دہشت بدحست مارے مارے پھر رہے ہیں۔ مکہ معظمہ کی اکثر آبادی تو گھر چھوڑ کر آوارہ ہو چکی ہے۔ باقی نجہ ظلم کے اسیر ہیں۔ ان گرفتار بلاؤں کو قید سے آزاد کرنے کے لئے کثیر رقمیں طلب کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور جلد ان ظالموں کو ان کے ظلموں کی سزا دے۔ ہندوستان کے وہابی آپے سے باہر ہیں۔ علمائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ نے ان پر کفر کے فتوے دیئے ہیں انہیں مرتد بتایا ہے۔ انہیں اہل حرمین سے اس سے بدلے لینے ہیں۔ اس لئے یہاں کے وہابی نجدیوں کے مظالم پر رات دن پردے ڈال رہے ہیں۔ اور اخبارات میں ان کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اکثر اخبار وہابیوں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ صحیح واقعات اور نجدیوں کے مظالم چھپانے سے گریز کرتے ہیں۔ اسی بنا پر ہماری طرف سے جو مضامین اخبارات کو بھیجے رہے۔ ان کو شائع نہیں کیا گیا۔ اب خود اس باغی، بدمذہب بے دین فرعونِ وقت کے انکار جرم کو اس کی بیگناہی کی سند ٹھیرا رہے ہیں۔ اور اس نجدی کی تائید کے لئے ہندوستان سے وفد بھیجنے کی تجویزیں کر رہے ہیں۔ مسلمان ہوشیار رہیں۔ ان کے دغا و فریب میں نہ آئیں کوئی وفد جو اہل سنت کے سوا دوسرے افراد پر مشتمل ہو۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا نائب و قائم مقام نہیں ہے۔ اور اخباروں کی غوغا صرف چند وہابیوں کی آواز ہے ہندوستان کے کروڑوں مسلمان وہابیوں کے مظالم سنکر بے چین ہیں۔ اور اگر نجدی اس وقت اس طرح کے مظالم نہ کرتے۔ تو بھی مسلمانانِ عالم ان کے تسلط کو ارض پاک میں ایک لمحہ کے لئے کبھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ ان سے نفرت و بیزاری کے لئے ان کی بدمذہبی اور ان کے باطل عقیدے کافی ہیں۔ اور یہ مظالم تو ان کے عقیدے ہی کی بنا پر ہیں۔ آج نہ کرتے تسلط ہوتے پر کرتے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے نجدیوں کے خلاف صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ اور خود شریعت کا فتوے ان کو باغی اور بے دین قرار دیتا ہے۔ تو پھر کون مسلمان ہے جو ان کی تائید کر سکے اور کس کی بات شریعت کے قابل التفات ہو سکے۔ جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ کو میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوری کوشش صرف کر کے علمائے اہل سنت کا ایک وفد عرب بھیجے۔ جو وہاں کے حالات کی تحقیق اور مجلس اسلامی کی شرکت کر کے احکام شرعی کا تحفظ کرے۔ ضرورت نے مضطرب کیا کہ میں نے جماعت مبارکہ سے ایسی تحریک کی باوجودیکہ مجھ کو معلوم ہے کہ جماعت کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ لیکن میری طرح جو مسلمان بے چین ہوں۔ وہ ضرورت سے متاثر ہو کر جلد جماعت کے لئے کافی سرمایہ بہم پہونچائیں تو جماعت وفد کا انتظام کر سکے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے اور جماعت یہ بار اٹھانے کی ہمت کرے تو میں اپنی طرف سے پانچسو روپے کی ناچیز رقم اس کے لئے پیش کروں گا۔

(فقیر مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری عفی عنہ)

منجانب ــــــــــــ اراکین

جماعت رضائے مصطفےٰ اپنے مخدوم پیشوا کے ارشاد کے سامنے سر نیاز خم کرنے کے سوا اور کیا جواب رکھتی ہے۔ ہر امر میں مخدوم کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔ خاصکر یہ معاملہ تو اس قدر اہم ہے کہ اس کے لئے جو کچھ ہو سکے سعی میں دریغ نہیں کیا جا سکتی۔ اگر مسلمانان ہند نے اس موقعہ پر اپنی زندگی اور بیداری کا ثبوت دیا تو ہم ضرور اپنے مخدوم محترم سے اس تبرک کو حاصل کریں گے۔

عرض ضروری

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام سید ایوب علی صاحب رضوی نائب ناظم صدر دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی ہونی چاہیئے۔ ورنہ جماعت ذمہ دار نہیں۔ اور جماعت مبارکہ میں مصارف خیر کے مختلف شعبے ہیں۔ جو صاحب دست کرم دراز کریں۔ یہ تصریح فرمائیں کہ ان کی امدادی رقم کون سے مصرف خیر میں صرف کی جائے۔

المشتہرین:۔ اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ صدر دفتر بریلی۔

قابل توجہ علمائے کرام و امرائے انام

آجکل جس طرف دیکھو اسلام کے منہدم کرنے پر ہی لوگ درپے ہیں۔ کوئی اس کا خیرخواہ بنکر کوس رہا ہے کوئی عداوت سے اس کے پیچھے پڑا ہے۔ کوئی کسی طرح کوئی کسی طرح۔ غرضیکہ سب نے فرقے اسی بات کے درپے ہیں۔ جس کا چند معدودے اشخاص مقلدین کے سوا کوئی خیرخواہ نہ ہو وہ کب تک سالم رہیگا۔ آخر ضعیف ہوگا۔ بدأ الاسلام غریباً و سیعود کما بدأ۔ شیعوں کے زخم چھوٹنے نہ پائے تھے کہ غیر مقلدوں کا اور زخم تازہ ہوا۔ اسلام والے اس کی مرہم پٹی میں مشغول

ہونے دیتے ہیں گے اور زخم لاحق ہونے کا اسلام یا اسلام کے لئے کیا کریں کہ کس کا مقابلہ کریں۔ اگر اہل اسلام مسلمانوں کے لئے کوئی ہتھیار ہی ہو تو اس کو امراء ہتھیار نہیں دیتے۔ خالی ہاتھ مقابلہ مشکل ہے دشمن اسلام اپنے تمام ہتھیاروں سے آراستہ ہیں۔ کوئی تلوار بناتا ہے۔ کوئی خرید کرکے سپاہیوں کو دیتا ہے۔ یہاں اس کے برعکس ہے۔ اگر ہتھیار تیار کیا جاوے تو کوئی خریدنے والا نہیں۔ اگر کوئی ہتھیار بنانے والا یہ کہے کہ مجھے سامان دو میں ہتھیار بنا دیتا ہوں۔ سامان لا کر دینے والا کوئی نہیں اگر اپنی گرہ سے کوئی کاریگر سامان مہیا کرکے ہتھیار بنا تو خریدتا کوئی نہیں۔ دیکھو ہتھیار اخبار **الفقیہ** و رسالہ **حنفی** کو کوئی خریدنے والا نہیں۔ حالانکہ یہ ایسے ہتھیار ہیں جو مقابلہ پر کام دینے والے ہیں بتاؤ پھر اسلام کا بچاؤ کیسے ہو۔ جو مخالف اگر کوئی ہتھیار بنائے تو سینکڑوں چھوٹے بڑے خریدنے والے موجود ہوں گے۔ آجکل دیکھو مرزائیوں نے ایک ہتھیار بنایا ہے جس کا نام پاکٹ بک احمدیہ رکھا ہے۔ اس میں ہر فرقہ کے لئے سامان رکھا ہے۔ جو ہر چھوٹے بڑے کی جیب میں رہتا ہے۔ تنازعہ کے وقت اسی کو نکال کرتے ہیں۔ اہل اسلام کو اس کی خبر نہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ مرزائیوں کے اس ہتھیار سے حملہ کو دفع کرنے والا کوئی ہتھیار بنائیں جو اس کے زخم سے محفوظ رکھے۔ اس واسطے علمائے کرام سے عرض ہے کہ ایک پاکٹ بک حنفیہ بنائیں جس میں پاکٹ بک احمدیہ کا حرف بحرف جواب ہو اگر ان سے ایسا نہ ہو سکے تو امراء ہی اس طرف توجہ کریں۔ کوئی پاکٹ بک تیار ہو۔ اس کو طبع کرا دینے کا وعدہ فرمائیں۔ کوئی صاحب وعدہ فرمائیں۔ تو انشاءاللہ یہ کام جلدی ہو جائیگا میں خود اس کام کو کرنے پر تیار ہوں مگر شرط یہ ہے کہ کوئی صاحب طبع کرانے کا وعدہ فرمائیں۔

(ابو الیاس امام الدین امام مسجد جامع کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ)

خریداران الفقیہ بوقت خط وکتابت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

میدانِ ارتداد میں انجمن خدام الصوفیہ
کا عظیم الشان جلسہ

یہ اطلاع پہلے شائع ہو چکی ہے کہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب مجدد حاضرہ حضرت مولانا مولوی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دام برکاتہم مع جلیل القدر خلفاء واراکین ۵ نومبر کو آگرہ تشریف لائے۔ حضرت ممدوح الشان کے قدوم میمنت لزوم باعث نزول بے شمار برکات ہیں اس مسیحا نفس کی آمد نے آگرہ کے مردہ دلوں میں جان ڈال دی۔ علاقہ آگرہ کی آگ پر آپکا سحاب ابر رحمت بنکر آیا۔ اور بازار ارتداد کے ٹھنڈے حس اور مردہ ہونے پر باران بیوجہ برکات کا ترشح ہونے لگا۔ تشریف آوری سے دوسرے روز ۶ نومبر کی رات کو آگرہ کی اکبری مسجد میں انجمن خدام الصوفیہ کا اجلاس منعقد ہوا انجمن کے ممبران اور اراکین منتخب کئے گئے۔ ہادی و رہنما مسلمانوں کے سچے ہمدرد دوستی حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب روحی فداہ ٹھیک وقت مقررہ پہ مسجد موصوف میں اپنی فرودگاہ سے تشریف لائے آگرہ کے امراء وغرباء اللہ تعالےٰ کے پیارے پاک وجود کی زیارت کرنے اور کلمات طیبات سننے کے لئے حاضر تھے۔

اول نعت خوانی ہوئی اور پھر باجازت حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب مدظلہ العالی مولانا مولوی قاضی مفتی احسان الحق صاحب نعیمی حنفی بہرائچی نے نہایت عالمانہ وعظ فرمایا۔ مولانا صاحب کی اس تقریر سے حاضرین کے دلوں میں محبت ونسبت کی برقی رو دوڑ رہی تھی۔ فاضل علامہ نے اپنی تقریر ختم کی اور پھر حضرت قبلہ عالم کے مخلص جان نثار مولنا مولوی شیر نواب خاں صاحب واعظ قصوری نے مجلس پر تقریر دلپذیر فرمائی۔ آپکا لہجہ ایسا پُر زور اور جوشیلا تھا کہ اکثر حاضرین کی آنکھوں سے انفعال وندامت کے آنسو جاری ہو گئے مولانا کے بعد جلسہ کے صدر الصدور لامع النور حضور قبلہ عالم منبر پر تشریف لائے۔ آپ کے دیدار فیض آثار سے لوگوں کے دلوں میں نور کا دریا موجزن تھا اور حلاوت ایمان کا مدوجزر عجب لطف دکھا رہا تھا

ابھی حضور کی تقریر شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ اکثر چشمہائے پُرآب وجلت قلوب کا پتہ دے رہی تھیں۔ منشی نصیب خان صاحب رہتکی نے قرآن کریم کی تلاوت اور نعت شریف بلحن داؤدی پڑھ کر قلوب سامعین میں سوز وگداز کی قلبہ رانی کی تاکہ وہ آئندہ تخم ریزی ایمان کے لئے تیار ہو جائیں۔ پھر حضور قبلہ عالم نے کلمات طیبات کا آغاز فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وعظ تو آپ بہت سن چکے اور وقت بھی بہت گذر چکا ہے۔ اس لئے فقیر آج صرف چار ضروری مسائل انشاءاللہ تعالیٰ آپکو سنائیگا۔ اگر آپ ان کو یاد رکھیں اور عمل کریں تو ہدایت کے لئے یہی کافی ہے۔ پس میں آج صرف چند ضروری باتیں بیان کرونگا۔

(۱) یہ کہ تم یاد رکھو کہ تمہارا خالق، مالک، رازق اور رب وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی پر بھروسہ رکھو اور اسی کی یاد وعبادت میں لگے رہو۔ چونکہ اس کی رضا جوئی ومعرفت بدون رسالت ناممکن ومحال ہے۔ اسلئے جان لو کہ حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے پیارے حبیب اور خاتم النبیین وشفیع المذنبین ہیں۔ طائر ایمان کے توحید ورسالت دو بازو ہیں۔ جس طرح کوئی پرندہ صرف ایک بازو سے پرواز کرکے اپنے آشیانے تک پہنچ نہیں سکتا۔ اسی طرح تم ایمان کے ان دونوں بازوؤں یعنے توحید ورسالت کے بغیر منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اسلام کا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اصل ایمان ہے۔ اس میں پہلا حصہ توحید اور دوسرا حصہ رسالت کا ہے۔ کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔ اور آپ کے ساتھ محبت کامل نہ ہو۔ کیونکہ حضور کی محبت عین ایمان ہے۔ اور اس بارہ میں خود قرآن کریم اور احادیث نبویہ شاہد عدل ہیں۔ "النبی اولےٰ بالمومنین من انفسھم" (پ ۲۰۔ آخری رکوع) ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کے حبیب تمام مسلمانوں کی جانوں سے اولےٰ ہیں۔ اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض۔ آیت کی رو سے یہ ہے کہ حضور کو اپنی جانوں سے افضل سمجھیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہے۔ حدیث: فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ

"من ولده ووالده والناس اجمعین" کہ کوئی آدمی تم میں سے مومن نہیں ہے۔ جبتک کہ وہ آپکے ساتھ اپنی اولاد اپنے ماں باپ اور سارے جہاں سے زیادہ محبت نہ رکھتا ہو۔

(۳) جب تم کو دین و دنیا کے دو کام پیش آئیں تو پہلے اپنے دین کے کام کو سر انجام دے دو تمہارا دنیا کا کام بفضلہ تعالیٰ خود بخود بوجہ احسن انجام پذیر ہو جائے گا۔ مجھے ایک عرب کی روایت یاد آئی کہ ایک روز جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اس کو نماز جمعہ ادا کرنا بھی ضروری تھا۔ اور ساتھ ہی اس روز اس کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ جس کی تلاش کرنا ضروری تھا۔ نیز اسی روز کھیت میں پانی دینے کی باری تھی اب اس کو یہ مشکل تھی۔ کہ اگر جمعہ پڑھتا ہے۔ تو گمشدہ اونٹ کی تلاش رہ جاتی ہے۔ اور کھیت میں پانی نہ دینے سے سال بھر کی پیداوار سے محروم رہ جاتا ہے۔ عرب کی قوت ایمانی نے صحیح فیصلہ یہ کیا کہ اگر جمعہ ادا نہ ہوا۔ تو آخرت کا دائمی نقصان ہے جسکی تلافی ناممکن ہے۔ اونٹ نہ ملا تو دوسرا اونٹ خریدا جا سکتا ہے۔ کھیت میں پانی نہ آیا۔ تو روزی پہنچنے کی بہت سے ذرائع و وسائل ہیں۔ اسلئے وہ نماز جمعہ ادا کرنے چلا گیا۔ جب فارغ ہو کر گھر آیا۔ تو اس نے دیکھا کہ اونٹ مکان میں بندھا ہوا ہے عرب نے اپنی اہلیہ سے پوچھا۔ کہ گمشدہ اونٹ کس طرح آگیا۔ اس نے جواب دیا کہ میاں دو بھیڑیئے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ یہ بے تحاشا بھاگتا ہوا آیا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے اسے باندھ دیا بھیڑیئے واپس جنگل کو چلے گئے۔ اس سے مطمئن ہو کر وہ عرب اپنے کھیت میں پہنچا تو دیکھا کہ تمام کھیت پانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھکر بیچارہ عرب حیران ہو گیا۔ ہمسایہ سے پوچھا کہ بھائی ہمارا کھیت کس طرح پانی سے بھر گیا۔ ہمسایہ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل تمہارے حال پر فرمایا ہے۔ ہم اپنے کھیت میں پانی دیتے تھے۔ پانی دینے والا سو گیا۔ ہمارے کھیت سے پانی ٹوٹ کر تمہارا کھیت بھر گیا۔ تب وہ جاگا۔ اس روایت سے بخوبی عیاں ہے۔ کہ عرب نے دینی کام ادائے نماز جمعہ کو مقدم سمجھا۔ اور دنیا کے کام چھوڑ کر نماز کے لئے چلا گیا۔ خدا نے اس کے دنیاوی کام بھی بخوبی انجام فرمائے

(۳) تیسرا مسئلہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ جسم خدا نے تم کو مستعار دیا ہے۔ یہ تمہارا اپنا ملک یا مقبوضہ دائمی نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی چیز ہے۔ جو تمکو قلیل عرصہ کے لئے عطا کیگئی ہے۔ اس سے جو کام لیں وہ تمہارا ہے بہت کم آدمی اس نکتے کو سمجھتے ہیں۔ اکثر اس جسم مستعار کو اپنی متاع دائمی سمجھتے ہیں اس لئے اس کے نشو و نما میں منہمک ہیں۔ یہانتک کہ روزہ محض اس لئے نہیں رکھتے کہ کہیں یہ ہمارا جسم کمزور نہ ہو جائے۔ حالانکہ اس جسم کو تو ایک روز اصل مالک کی طلبی پر تم سے جدا ہو جانا ہے۔ سمجھدار آدمیوں کا یہ مستمر قاعدہ ہے کہ جب وہ کوئی چیز مستعار مانگتے ہیں تو تھوڑے عرصہ میں ہی اپنا سارا کام اس چیز سے لینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس چیز کے واپس مانگ لینے پر کام کے نہ کر لینے کی حسرت سے بچیں۔ میرے پیارے عزیزو! اس جسم سے زاد راہ تیار کر لو۔ اس کو تو ایک روز اپنے مالک کے طلب کر لینے پر چلے جانا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمکو اپنی اس غلط فہمی سے کہ اس کو اپنی متاع سمجھ بیٹھے ہو کوئی کام نہ لینے کی حسرت اٹھانی پڑے۔ اس موضوع پر حضور ممدوح الشان نے بہت سے نیکوکار صالحین کا نمونہ پیش کیا جنہوں نے صحیح معنوں میں اپنے جسم کو مستعار سمجھا۔ اور اس سے ہمیشہ کام لینے کی سعی کرتا ہے

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ ہر ایک نئی چیز پیاری اور لذیذ معلوم ہوتی ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے "لکل جدید لذیذ" اسی مقولہ کی رو سے آپ ایک ہر ایک نئی چیز کو پسند خاطر فرمائیں مگر یاد رکھیں کہ دین نیا اچھا نہیں ہے دین وہی پرانا اچھا ہے۔ جیسا ہمارا خدا بھی قدیم (پرانا) اس کا کلام بھی قدیم۔ مذہب بھی وہی قدیم رکھو جو تمہارے بزرگوں کا دین ہے۔ مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش ہمکو برا کہتے ہیں۔ اور عقائد باطلہ و مذاہب جدیدہ ضالہ کے رد کرنے پر ہمکو الزام دیتے ہیں کہ یہ بات تفرقہ پیدا کرتی ہے لیکن جائے انصاف ہے۔ کہ تمام جدیدہ مذاہب باطلہ ہمارے سامنے پیدا ہوئے ہیں۔ چند سال پیشتر سب حنفی مذہب اہل سنت و جماعت و احمدیوں کے پیرو تھے لیکن ہمارے دیکھتے دیکھتے حشرات الارض کیطرح بے دین گروہوں نے تفرقہ اندازی کر دی ہم میں سے چار بھائیوں کو جدا کر دیا۔ اور بد عقیدہ بنا دیا تھوڑی دیر کی بارش نے کہ جس کی کوئی وافی خبری۔ مرزائی طائفہ کا ادنیٰ مبتدی کا تھا۔ اب اگر کچھ لوگ اس سواد اعظم سے علیحدہ ہو کر گروہ بن گئے تو موردِ الزام وہ ہیں نہ کہ جماعت احناف۔ ان سب کا مقصد یہ ہے مجھ کو بخاری شریف کی حدیث یاد ہے فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتبعوا السواد الاعظم ... اتباع کرو سواد اعظم کی جو اس سے گیا ہے وہ جہنم میں۔

حضور قبلہ عالم نے چار مختصر جملوں میں وہ پر اثر الفاظ سے عقائد و اعمال کی ہدایت فرمائی۔ کہ مجمع دنگ رہ گیا اور خاتمہ وعظ پر بیعت یا مصافحہ کے لئے لوگ ایک پر ایک پڑتا تھا۔ اور عجیب اثر اس وعظ کا زائرین و حاضرین پر پڑ رہا تھا۔ کہ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ لوگوں کے اصرار پر کل بھی جلسہ ہونا قرار پایا ہے جسکی کیفیت انشاء اللہ آئندہ شائع کی جاویگی

(العارض حفیظ الدین ناظم خدام الصوفیہ آگرہ)

حقیقتِ مسیح از روئے بائبل

(نمبر ۳)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین

واضح ہو کہ قرآن مجید کی سورہ آل عمران (پارہ ۳) سورہ النساء (پارہ ۶) سورۃ المائدہ (پارہ ۷) سورۃ مریم (پارہ ۱۶) اور سورۃ الزخرف (پارہ ۲۵) کی بعض آیات مقدسہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت ازروئے فرقان حمید یہ ہے:-

(۱) آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ (۲) آپ خدا کیطرف سے ایک پاک روح تھے۔ آپ روح اللہ کہلاتے تھے (۳) آپ خدا کی طرف سے ایک پاک کلمہ تھے۔ آپکو کلمۃ اللہ کہا گیا (۴) آپ خدا کے پیارے بندے تھے۔ (۵) آپ خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ (۶) آپ پر خدا نے انجیل مقدس نازل کی۔ (۷) آپ کی دعا سے آپکے حواریوں کے لئے خدا نے آسمان سے مائدہ نازل کیا (۸) آپکا نام مسیح تھا (۹) آپ دنیا اور آخرت میں خدا کے مقرب بندے اور صالحین میں سے تھے (۱۰) آپ نے شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی گود میں باتیں کیں (۱۱) آپ نے خدا کے حکم سے معجزے دکھلائے۔ مثلاً مردہ زندہ کئے اور جس

والے کو پکڑ لیا اور مُردے کو زندہ کیا (۱۲) اگر خدا نے [illegible] یہود [illegible] کے ہاتھوں سے بچاکر اپنی طرف (آسمان پر) اٹھا لیا۔

فرقان حمید میں [illegible] پر بتلائی گئی ہے کہ تثلیث کا عقیدہ رکھنا اور حضرت مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا ماننا شرک اور کفر ہے تاہم میں ذیل میں بتلاتا ہوں کہ مروجہ عیسائی لوگ حضرت مسیح کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۱) **پادری عماد الدین** اپنے رسالہ "تحقیق الایمان" کے صفحہ ۱۲۲ پر لکھتا ہے۔

"دوسرا اعتراض (لوگ) یہ کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کو خدا اور خدا کا اکلوتا بیٹا کیوں کہتے ہو۔ جواب یہ ہے کہ سچ خدا نہیں کہتے خدا کے مجسم کہتے ہیں یعنی خدا جسم میں ظاہر ہوا۔ جیسے یسوع مسیح کو ہم لوگ خدائے کامل جانتے ہیں ویسے ہی اسکو انسان کامل بھی جانتے ہیں انسانیت کے اعتبار سے وہ ابن آدم کہلاتا ہے اور الوہیت کی جہت سے ابن اللہ"

(۲) **پادری ٹامس ہاول صاحب بشپ** اپنے رسالہ "تصدیق الایمان" کے صفحہ ۱۲ پر لکھتا ہے:

"خداوند یسوع المسیح حقیقی خدا اور حقیقی انسان ہے"

(۳) **پادری فانڈر** اپنے رسالہ "طریق الحیات" کے صفحہ [illegible] پر لکھتا ہے:

"[illegible] گو خداوند یسوع مسیح ظاہری صفت میں آدمیوں کی مانند تھا مگر گناہ میں انکا شریک نہ تھا بلکہ گناہ سے بالکل بری اور نہایت پاک تھا"

(۴) **پادری اکبر مسیح** اپنی کتاب "ضربت عیسوی" کے صفحہ [illegible] پر لکھتا ہے:

"عیسائی اپنی کتب مقدسہ کی بنا پر ہمیشہ اس بات کے قائل رہے ہیں کہ بجز مسیح کلمۃ اللہ کے جو پاک پیدا ہوا بے عیب گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند ہے (عبرانی ۷ باب ۲۶) ہر انسان نبی ہو یا ولی کبھی نہ کبھی اپنے خدا کا حکم عدول کرکے گنہگار ضرور ہو گیا ہے"

نوٹ: ان چار پادریوں کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ [illegible] حضرت مسیح کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ خدا بھی تھا اور انسان بھی۔ خدا کا بیٹا [illegible] اور [illegible] بالکل بری اور نہایت پاک تھا۔ حالانکہ انجیل مندرجہ ذیل آیتیں اس بات کی تردید کرتی ہیں۔

انجیل لوقا کے باب ۱۸ کی آیت ۱۸ و ۱۹ میں ہے

"۱۸ اور ایک سردار نے اس سے پوچھا اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوؤں۔ یسوع نے اس کو کہا کہ تو کیوں مجھکو نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (نیز دیکھو مرقس باب ۱۰ آیت ۱۷ و ۱۸ ۔ متی باب ۱۹ آیت ۱۷)

نوٹ: انجیل مروجہ کے منقولہ فقرہ میں یسوع کہتا ہے کہ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ ظاہر ہے کہ یسوع مسیح نے اپنے نیک ہونے سے انکار کیا۔ اب پادری اکبر مسیح صاحب کا یہ کہنا کہ "اگر اس قول کی وہ قرأت قبول کی جائے جسکو [illegible] نے [illegible] ہے یعنی نیکی کی بابت مجھ سے کیوں پوچھتا ہے۔ جو سائل کے سوال کے ساتھ یعنی کون نیکی کروں مطابق ہے تو ایسے تمام وہموں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ جو بد شعوری یا نافہمی سے پیدا ہو سکیں" (ضربت عیسوی صفحہ ۷۰)

سراسر دھوکا اور فریب ہے اور صریح مغالطہ ہے جیسے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے ہی نیکی کی بابت پوچھا جاتا ہے نہ کسی دوسرے سے۔ اگر اس وقت وہ اسرائیلی سردار حضرت مسیح سے نیکی کی بابت نہ پوچھتا تو کیا یہودی فقیہوں سے جاکر پوچھتا؟

(حبیب اللہ کلرک نہرا پہاری دوآب امرتسر)

آل انڈیا اعلیٰ کانفرنس کا نواں سالانہ جلسہ

بمقام شہر لاہور بیرون بھاٹی دروازہ راوی بلڈنگ [illegible] بتاریخ ۲۶-۲۷ دسمبر [illegible] زیر صدارت عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر میاں محمد شفیع صاحب کے سی ایس آئی [illegible] ڈی [illegible] بیرسٹر [illegible] وزیر قانون گورنمنٹ ہند۔

تقسیم اوقات

۲۶ دسمبر بروز ہفتہ اجلاس اول [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک۔ اجلاس دوم ۲ بجے سے ۵ بجے تک۔ تعارف پارٹی [illegible] بجے شام۔

۲۷ دسمبر بروز اتوار۔ اجلاس اول ۱۰ سے ۱ بجے تک۔ اجلاس دوم ۲ بجے سے ۵ بجے تک۔

تمام برادران ملت کی خدمت میں التماس کیا جاتا ہے کہ وہ ازراہ [illegible] اسلامی ہمدردی ضرور اس قومی جلسہ میں شریک ہوں اور

ایسے ممبروں کی تشریف آوری کی اطلاع جناب سیکرٹری صاحب استقبالیہ کمیٹی آل انڈیا مسلم کانفرنس راوی بلڈنگ بیرون بھاٹی دروازہ لاہور کو اطلاع دیں تاکہ ان کے قیام و طعام کا مناسب انتظام ہو سکے چونکہ موسم سرد ہے بستر ہمراہ لاویں۔

نوٹ: ۲۵ دسمبر کی صبح اور شام اور ۲۶ کی صبح کے طعام کا انتظام راوی بلڈنگ میں بجانب استقبالیہ کمیٹی ہوگا۔ جو حضرات [illegible] فیس ممبری [illegible] جلسہ سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔ المشتہر — ملک نصیر الدین پریذیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی آل انڈیا مسلم کانفرنس [illegible] لاہور۔

شاندار اسلامی کتب

شفاء القلوب۔ مصنفہ مولانا مولوی سید عبدالکریم صاحب۔ اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہو کہ نزول بندگان خدا کرامی زندگی میں اور بعد موت کے وسیلہ پکڑنا اور ان سے زیادہ جنرکا ایک قدیمی مسئلہ مستند ہے نیز اسمیں سماع موتی وغیرہ پر بھی ایک طویل بحث ہے۔ ۸ر

مولود شریف } مصنفہ عالیجناب مولانا سید عبدالکریم صاحب مشہور یہ کتاب [illegible] ہی ظاہر ہو اس کی عربی دلکشی پر منحصر ہو۔ جواز نیز ابطال مولود بعض علماء آباد کے جواب میں لکھی گئی ۔ ۸ر

میلاد الرسول } حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک تقریب کے متعلق مکمل بحث نامور بعض حضرات کے مضامین نظم و نثر میں ہیں

الجرح علی البخاری حصہ اول } مؤلفہ جناب مولانا مولوی سید عبدالغفور صاحب مرحوم اس کتاب میں علمائے کرام احناف نے جو مضامین [illegible] کتاب بخاری کے رقم فرمائے ہیں انکا مجموعہ ہے۔ ۸ر

انوار القدسیہ } حضرت امام شعرانی کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ تصوف کی بینظیر کتاب تزکیہ قلب کیواسطے حقیقی رہنما۔ ۸ر

کتاب الروح } اس کا ترجمہ عربی سے سلیس اردو میں کیا گیا ہو۔ روح کے متعلق بینظیر معلومات وغیرہ۔ ارواح کی گذشتہ آئندہ اور موجودہ حالت کا کل بیان مصنفہ علامہ ہادی مصری۔ ۱۲ر

المعراج } اس کتاب میں حضرت خواجہ ہر دو عالم فخر عالمیان آقائے دو جہان حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسمانی معراج کا ثبوت قرآن شریف و احادیث و آثار صحابہ و اقوال فقہاء سے نہایت وضاحت سے دیا گیا ہے۔ جو صدیق سے ہی اس کتاب کی خوبی کو مانا ہے۔ ۱۲ر

تحفۃ المناظرین } یہ وہ لاجواب کتاب ہے جس میں غیر مقلدین کے تمام عقاید باطلہ کی ہر گونہ نہایت وضاحت سے قرآن۔ حدیث اور ان کے اقوال جو علمائے سابقین کے نزدیک قابل تسلیم ہیں جواب لکھے ہیں۔ فاتحہ خلف الامام جہر بآمین زیارت بشاہدات مقامات مقدسہ حکم قرآن خوانی۔ مولود شریف ندا یا غیر اللہ شرک و بدعت وغیرہ وغیرہ میں گفتگو ہے۔ اس جامع کتاب میں ان مسائل کو شرح اور مدلل بقرآن و حدیث و اجماع ثابت کیا گیا ہے۔ ۸ر

پیر کا کمرانی } جس میں مسئلہ حقیقت و حرمت [illegible] حیلہ کسی فقر کے جواز بہ قرآن و حدیث [illegible]

الفوز الکبیر اردو نحو میر } مولانا ابوالواحد علی صاحب مولوی اعلیٰ نے کمال خوش اسلوبی سے عام فہم و مدارس کے ترجمہ کیا گیا جس سے طلباء کو آسانی ہو۔ ۸ر

ارشاد الابین } فیض آباد کی ایک بازاری غیر مقلد کے [illegible] مسکت جواب ہے۔ اس کتاب کے [illegible] مسئلہ جیتر فروشی کی اصلیت اور وہ مقدار [illegible] ہمارے معتقدین فریقین و تاریخ فیصلہ نام حاکم و [illegible] درج ہے۔ ہر ایک حنفی شہر میں اسکا ہونا ضروری ہے۔ ۸ر

شجرہ منطقیہ } یہ نقشہ طلباء کی آسانی کے لئے مختصر سی صورت میں تیار کیا گیا طول ۴۰ انچ عرض ۳۰ انچ۔ اس میں مسائل تصدیق اور تصور الگ الگ بیان کئے گئے ہیں بستر پر کھینے ایسا طرح بیزان منطق قال اقول طرح تہذیب قطبی وغیرہ وغیرہ کی صورت نہیں رہتی۔ ۸ر

القول السدید فی اثبات التقلید۔ بحث تقلید میں بے نظیر ہے۔ ۳ر

سماع موتی و استمداد } اس رسالہ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ مردے سنتے ہیں اور بندگان دین سے استمداد جائز ہے۔

ابابیل ربانیہ } ناظرین اگر آپ کو کسی غیر مقلد وہابیہ یا شیعان علی کے عقائد کی کفریات [illegible] دیکھنے کا موقع نہ ہوا ہو۔ تو اس مختصر رسالہ کو ضرور [illegible] ضرور ملاحظہ فرمائیں جس کے مطالعہ سے عقاید باطلہ سے بیزار ہو کر [illegible] سے بچ [illegible] فریب میں کبھی نہیں آ سکتے۔ نیز یہ بتایا گیا ہے کہ [illegible] میں سب سے پہلے [illegible] آیا۔ اور عبدالوہاب نجدی جن کے یہ غیر مقلدین پیرو ہیں کون تھا۔ ۶ر

عربی بولچال } اس کتاب کے مطالعہ سے آپ بغیر استاد کے عربی بول سکتے ہیں۔ ۸ر

کرشمہ قدرت } ایک دیوبندی وہابی مولوی کے افسانہ عبرت کا جواب جس میں مولوی [illegible] کا نام لیکر نا فضلی سے کہانیاں لکھی ہیں اسکا جواب [illegible] قدرت مصنفہ مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب نقشبندی احمد آبادی۔ ۸ر

تصوف پیر } اس کتاب میں تصوف و مسائل کے معنی کے آگے [illegible] مولانا نے بحث کی ہے۔ ۳ر

معیار الحق } مصنفہ مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل [illegible] اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرقہ ناجیہ صرف اہلسنت و جماعت ہے۔ ۲ر

تحقیق الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء } مصنفہ مولانا مولوی [illegible] صاحب بنارسی۔ [illegible] کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ۲ر

رحمۃ للعالمین } رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے سے [illegible] انکار اور اس کے جواب میں مدلل کتاب۔ [illegible]

پتہ۔ منیجر اخبار الفقیہ امرتسر (پنجاب)